धर्मकसौटी

دھرم کسوٹی

من تصنیف سری پنڈت سردھارام جی پھلوری

جس کو

مصنف نے منشی کنھیالال صاحب الکھدھاری کی
اُن کتابوں کی کرتوت ظاہر کرنیکی واسطے لکھا ہے کہ جنکو
وہ بید اور شاستروں کا ترجمہ مشہور کرکے فروخت کرتے ہیں

سنہ ۱۸۹۳ء

مطبوعہ مطبع متر ولاس لاہور

دھرم کسوٹی

فقیر نے جو ہندو دھرم کی ترقی اور حفاظت کے واسطے اپنا بہت سا وقت سنکلپ کر دیا ہوا ہے
لہذا جن لوگوں کی تحریر اور تقریر سے اس دھرم کو ضرر پہنچے۔ اُنکے جواب دینے کو فرضیات سے سمجھتا
ہے جیسا کہ برہموں مذہب کے جواب میں پہلے دھرم رکشا نام رسالہ چھپوایا اور چند رسالہ نامے
عیسائی لوگوں کے جواب میں لکھ رہا ہوں تا اس سال میں جو کنہیا لال الکھ دھاری کی
تصانیف کے مطالعہ کا اتفاق ہوا تو اُنکو بھی اکثر ہندو مذہب کے خلاف بلکہ مضر پایا غیر
جو کتابیں اُنھوں نے طبعی لکھیں اُن سے تو اپنا کچھ مطلب نہیں مگر جنکو وہ ہمارے بید اور
شاستروں کا ترجمہ نام رکھکے فروخت کرتے ہیں اُن کے مطالعہ سے ہندو لوگ ضرور مغالطہ
میں پڑتے نظر آتے ہیں چنانچہ اُنھوں نے جو ۰۰ اوپنکھد بید کا اور گیتا جی اور بھوگ
بسشٹ کا ترجمہ کر کے الکھ پرکاش اور گیان پرکاش اور الکھ معراج نام رکھا ناظرین غور فرماوینگے
کہ وہ اصلی اور راست راست ترجمہ نہیں بلکہ زیادہ تر اُنکے اپنے دلی افکار ہیں کہ جنکو سُنکے ہندو دھرم
میں خلل پیدا ہوتا ہے۔کیونکہ ترجمہ وہ ہوتا ہے کہ جو اصل سے خلاف تحقیق کی وحشی عبارت یا لفظ یا
مطلب کی اُسمیں دکھائی نہ دیوے خاصکر کے مذہبی کتابوں کے ترجمہ میں تو یہ باتیں ضرور
مدنظر رکھنی چاہییں کہ جنکو معتقد لوگ کلام الٰہی سمجھا کرتے ہیں۔ خیر اور کتابوں کی حقیقت
تو میں دوسرے رسالہ میں ظاہر کر دونگا لیکن اسوقت میں الکھ دھاری صاحب کی
الکھ پرکاش کی کرتوت ظاہر کرتا ہوں کہ جسکو بعض ناواقف لوگ عین اپنے بید کا ترجمہ

سمجھ رہے ہیں۔ اگر میں سارا الکھ پرکاش لکھوں تو گیتا اور جوگ باسشٹ کے
لکھنے کو وقت نہ ملے۔ لہذا مشتے نمونہ از خروارکی مانند اُس میں سے ایک چھوٹی سی اپنشد
نام ادپ نکھد کا فرق ظاہر کرتا ہوں کہ اصل کیا تھا اور الکھ دھاری نے کیا لکھ
مارا۔ چونکہ وہ یہ عذر کرتے ہیں کہ میں جو سنسکرت سے محض نادان ہوں اسواسطے
سراکبر سے ترجمہ کیا اور جو کچھ اُس میں دیکھا سو لکھ دیا ہے۔ اس سبب سے اول
میں نے اصل سنسکرت اپنشد اور بعد اُسکے الکھ پرکاش اور اُس کے سامنے جنیں
سراکبر کی اپنشد لکھدی ہے تاکہ ناظرین انصاف فرمادیں کہ اصل کیا تھا اور
سراکبر میں کیا غلطی ہوئی اور الکھ پرکاش کدھر پھرتا ہے۔ دارا شکوہ نے سر
اکبر میں لکھا ہے "کہ ایں حق جوے خودبیں چوں نظر بر اصل وحدت داشتہ بود
نہ بہ زبان عربی و سریانی و ابرانی و سنسکرت۔ خواست کہ ایں ادپ نکھد ہارا کہ گنج توحید
بود و دانندگان آں در آں قوم ہم کم ماندہ اند بزبان فارسی بے کم و کاست و بے غرض
نفسانی بہ عبارت راست براست لفظاً بلفظاً ترجمہ نمودہ بفہمید کہ ایں جماعہ کہ آنرا
از اہل اسلام ایں قدر پوشیدہ و پنہاں دارند درآں چہ سر است" ۔ اُس نے
یہ دعوے کیا کہ میں نے ادپ نکھدوں کا بے کم و کاست لفظاً بلفظاً ترجمہ کیا ہے مگر وہ
اپنے دعوے پر قایم نہیں رہا کیونکہ ناظرین غور کرینگے کہ وہ کسقدر پیش و بیش ہوگیا
خیر صاحب تاہم غنیمت کہ اُس نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا کہ جیسے الکھ پرکاش کا مولف
کچھ کا کچھ گھوڑیاں گاتا ہے۔ الکھ دھاری صاحب الکھ پرکاش کے صفحہ ۴۲ کے کالم
اول میں لکھتے ہیں کہ "اگر سنسکرت کی ادپ نکھدوں سے ترجمہ کرتا تو ضرور ہوتا
کہ لفظی ترجمہ ہوتا یہ فارسی سے ہوا ہے قلت اور کثرت الفاظ پر نگاہ نہیں رکھا
مگر مطلب پر نگاہ" اگرچہ میں آگے چل کے دکھاؤنگا کہ اُنکا یہ دعوے بھی محض غلط ہے
لیکن ایک میں سوال کرتا ہوں کہ جسکو ہندو لوگ کلام الہی سمجھتے ہیں اُس کے

ترجمہ میں قلت اور کثرت الفاظ پر نگاہ نہ رکھنے کی آپکو کیا مجال تھی اگر کہو اُسی مطلب کی تائید میں سے یہ دس لفظ زیادہ کردیے تو کیا بُرائی پھر تو آپ یہ کیوں لکھتے ہو کہ ہمنے اوپ نکھدوں کا ترجمہ کیا کہ جو عین مطابقت کا تام ہے صرف یہ لکھدیا ہوتا کہ ہم کم ڈبیش بنا کے اوپ نکھدوں کا مطلب لکھتے ہیں تاکہ کوئی ہندو اُسکو عین بید نہ سمجھتا وہاں مولف صاحب کو یہی شیخی ہے کہ جو مطلب کو نہیں پہنچتا جہاں مکھی چکی ہوتی ہے وہاں مکھی مار کے چپکا دیتا ہے فقیر اپنے اوپر فضل آلہی سمجھتا ہے ناظرین خود انصاف کرینگے کہ مطلب بید کا کیا تھا اور شیخی باز کہاں پھرتا ہے۔ صاحب بید کا اصلی مطلب اُس کی سمجھ میں آیا کرتا ہے کہ جسنے شکشا۔کلپ۔ چھند۔ نرکت وغیرہ بید کے انگوں کو پڑھا ہو۔ آپ تو بفضل آلہی بید کا ایک لفظ بھی نہیں جانتے پھر الکھ پرکاش صفحہ ۲۲ کالم دوم میں یہ بات لکھی کہ کچھ شک نہیں کہ جو منشا کلام بیاس جی کا تھا اُس سے تفاوت مولفان اوپ نکھد کی تالیف میں ہوئی ہو اور اُن کی تالیف سے فارسی کے ترجمہ میں اور اُس سے اس اُردو ترجمہ میں۔ المعنے الشعر فی البطن الشاعر مثل مشہور ہے پس صاحبان نظر سے امید ہے کہ جہاں ایسی خطا پاویں درگذر کریں" کیا خوب کیا آپ بید کو بیاس جی کی تصنیف اور اوپ نکھدوں کو بید کی تالیف سمجھتے ہیں واہ آپ کے خیالات کو پڑھ کے ہندو لوگوں کو اچھا فائدہ پہنچتا ہووے گا کہ بید کو بیاس جی کا کلام بتایا کہ جسکو پراشر جی کے گھر میں پیدا ہوے ہنوز سات ہزار سال بھی نہیں گذرے جو آپ نے درگذر کی بات لکھی سو بیجا ہے بشرطیکہ آپ کسی شعر و سخن کا ترجمہ کرتے لیکن جس حالت میں آپ کلام آلہی کا ترجمہ کرتے ہو جسکے ایک لفظ کے تجاوز سے مذہبی خلل پیدا ہو سکتا ہے درگذر محال ہے۔ ہاں تب بھی درگذر ہوسکتا تھا کہ جو آپ اسکا نام بیدوں کا ترجمہ نہ رکھتے جو عین اصل سے مراد ہوتی ہے۔ اب تو ہم بارم بار یہی کہینگے کہ اے ہندو بھائیو الکھ پرکاش کو بید کا ترجمہ سمجھکے نہ پڑھنا وہ بید

کی آڑ میں اپنے افکار بکار سے دلوں میں بھرتا ہے کہ جنکو آگے چل کے سب منصف
لوگ تصدیق کرینگے۔ مولف نے صفحہ ۲۳ کالم اول الکھ پرکاش میں یہ لکھا کہ "اس
کتاب میں زیادہ اپنے افکار کو رقم کرنا فضول تصور کیا" برخلاف اسکے میرا دعوے
یہ ہے کہ منصف انصاف فرماوینگے کہ زیادہ تر یہ کتاب اپنے ہی افکار کی بھری ہوئی
ہے بید کا مضمون آٹے میں نون ہے۔ صفحہ ۲۳ کالم اول میں آپ لکھتے ہیں کہ "جن
صاحبوں نے کوئی کتاب تصنیف یا تالیف اور ترجمہ نہیں کی وے عیب چینوں کی زبان
سے خوب محفوظ ہیں مجھ سے ایسے قصور دیدہ و دانستہ بار بار ہوے پھر کوئی صورت نہیں
کہ بدگویان کے طعن سے امین رہوں" یہاں ترکیب سے یہ بات ظاہر کی کہ ہمنے بہت
سی کتابیں تصنیف یا تالیف کی ہیں غیر صاحب کی ہونگی لیکن ثنائے خود بخود گفتن کو صاحب
صاحب نے معیوب ٹھہرایا ہوا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اچھی تصنیف اور تالیف کو دیکھکر تو کبھی
کوئی الزام نہیں لگا سکتا مگر جو لوگ دیدہ و دانستہ کسی منصف کے مطلب کو تبدیل کرتے اور
کسی دوسرے کی تصنیف کے آڑ میں اپنے خیالات لوگوں کے دل میں بھرتے ہیں انکو ضرور
ملزم ہونا پڑتا ہے۔ واہ واہ قربان جاویں اس چترائی کے کہ عام لوگ تو تصنیف و تالیف کے
حسن و قبح کو سمجھ ہی نہیں سکتے مگر علما اور فضلا کے واسطے آپ نے یہ پیش بندی کر دی کہ کوئی عیب
چینی اور بدگوئی نہ کرے۔ بیشک اکثر لوگ آپکی مرقومہ بالا عبارت کو پڑھکے عیب کو عیب کہنے سے
خاموش رہینگے۔ پر اگر کوئی اس ٹٹی کی آڑ میں ہماری مقدس پستکوں کے مضامین کو کم یا زیادہ
بتانا چاہے اور ہندو دھرم کے رکشکوں کے ذہن کو بدگوئی کا قفل لگا کے بدگو ٹھہرانا
چاہے تو صاحبان انصاف خود غور فرماوینگے کہ یہ لفظ دونوں میں سے کس کی طرف
منسوب ہو سکتا ہے اور خطا سے تو بلیتا سے تو کا فقرہ کس پر عاید ہو سکتا ہے۔
صاحب اگر آپکو شاستر کے ترجمہ اور تالیف کا شوق ہے تو آپ اول سنسکرت زبان سیکھیں کہ
جسکے نہ سیکھنے کے سبب آپنے اپنا نام الکھدھاری رکھ لیا۔ اگر آپ سنسکرت جانتے تو

کلمہ الکھدھاری کے معنے کو پہچانتے۔ الکھ کے معنے ہیں جو سمجھ میں نہیں آتا اور دھاری کے معنے ہیں دھارنے والا۔ پس جو سمجھ میں نہیں آتا اُسکا دھارنا کیا اور جب یہ دونوں لفظ نور و ظلمات کی مانند ایک جگہ قایم نہیں ہوسکتے تو آپ الکھدھاری کیونکر بن سکتے ہو۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آپ سنسکرت الفاظ کے معنے نہیں جانتے اور اسیواسطے ہمیشہ اوپاسنا کو اوپاشنا اور سگن کو سرگن لکھتے ہو پس بید اور شاستر کے مترجم بننے کی جھوٹی بڑائی سے کیا فائدہ ہوگا۔ ہاہا۔تام سے تو یہ ظاہر ہے کہ الکھدھاری صاحب۔ الکھ اور دھاری وغیرہ شاستری الفاظ کے معنے تک نہیں سمجھتے اور زبان پر دعوے یہ ہے کہ شاستر کے مطلب سمجھنے کے واسطے فقیر پر فضل الٰہی ہے کیا یہ سمجھ وہی نہیں ہے کہ جو سمجھ میں نہیں آتی اور الکھدھاری نے سمجھ کے دھارن کر رکھی ہے ؟

میں جانتا ہوں کہ اشارات اور رموز سے آپ کے ماہواری رسالہ میں اب اُس شخص کی تند اچھا کریگی کہ جو لوگوں کو اصلی اوپ نکھدوں کا ترجمہ دکھلا دیگا مگر خیر کوئی چاہے کتنا ہی اپنے کاغذوں کو سیاہ کرے دھرم کا راستہ شدھارنے والوں کا مُنہ ہمیشہ سُرخ رہتا ہے ✦

واضح ہو کہ بید میں اصلی ایشا باش اوپ نکھد کے اٹھارہ منتر ہیں۔ گو سرالکبر لکھنے والے نے اپنے ترجمہ میں منتروں کے ہندسے نہیں لگائے تاہم اُسکی عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فلاں منتر کہاں سے شروع ہوا اور کہاں ختم ہوا الکھدھاری صاحب نے اپنی تحریر پر ہندسے تو پورے اٹھارہ ہی لگائے مگر شروع اور اخیر اُسکا نہ اصل اوپ نکھد کے ہندسوں کے مطابق ہے اور نہ سرالکبر کے مضمون کے اصلی اوپ نکھد کا ایک منتر سرالکبر والے نے کہیں تو پانچ چار سطریں میں لکھا اور کہیں اس سے کم و زیادہ میں۔ مگر الکھ پرکاش کا مولف کبھی تو سرالکبر کا ایک

منتر ختم ہونے سے پہلے ہی اپنا ہندسہ لگا دیتا ہے اور کبھی سر اکبر کے دو تین منتر
ختم ہو جاتے ہیں اُسکا چھند ایک منتر بھی ختم نہیں ہوتا اور بعض میں سر اکبر کے
ایک منتر کے ختم ہونے سے پیشتر اسپر دو کھمبا ہندسے یعنے نمبر لگا دیتے
ہیں غرض یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا بیشی عبارت تو پتا ہے کتنی ہی کی مگر سر اکبر
کی عبارت اُس نے کہاں سے شروع کی تھی اور کہاں ختم کی ٭ ناظرین
لوگ یہ بھی غور فرماوینگے کہ بعض کلمات اور خیالات و افکار اور اشارات
اور ابیات اور مطالب جو الکھدھاری صاحب نے اپنی تالیف میں داخل کئے
وہ نہ تو اصل بید میں موجود ہیں اور شنکر [illegible] کہ جسکا اُنہوں نے ترجمہ کیا
پس اُنکو طبعی ہونے کی وجہ سے کون معتبر مان سکتا ہے اگر مولف صاحب
نہیں کہتے عبارت کو رنگینی اور طول بڑھانے کے واسطے لکھدئے ہیں تو
بہت وہ لوگ بید کو کلام الٰہی سمجھتے ہیں کہ جسکو انسان رنگین بنا دے تو گناہ
میں داخل ہے اور اگر کلام الٰہی کو کم یا زیادہ یا رنگین بنانا مناسب ہوتا تو آپ
سے پہلے بھی کوئی دانا بینا پیدا ہوا تھا یا نہیں کہ جس نے ویسا ہی رہنے دینا
مناسب سمجھا اگر آپکا یہ مطلب ہو کہ کلام الٰہی میں جو کچھ غلطی یا کمی واقع
ہوئی تھی سو اُسکو درست کرنے کے واسطے اپنے افکار کو دخل دیا تو وہ کتاب
ہندو لوگوں کے واسطے بہت مضر ہے کیونکہ کوئی یہ امتیاز نہیں کر سکیگا
کہ کلام الٰہی کتنی تھی اور آپ نے کیا کمی بیشی کی ٭ اگر کہو کہ ہم اُسکو کلام الٰہی
نہیں مانتے عقلمندوں کے خیالات سمجھتے ہیں تو آپ کی لکھی ہوئی کتاب ہندو
لوگوں کے واسطے کب مفید ہو سکتی ہے کہ جو اُسکو الہام سمجھ کے معتبر
مانتے ہیں ٭ اسمیں شاید شک نہو کہ آپ کے خیالات اور تحریر اور تقریر زمانہ
حال کے آزادوں کو بہت پسند ہے لیکن ہم صرف یہ بات ظاہر کرنا چاہتے

ہیں کہ الکھ پرکاشش سراکبر کا ٹھیک ٹھیک ترجمہ نہیں ہے۔ کچھ علیحدہ صورت
اور اثر رکھتا ہے۔ چنانچہ ناظرین لوگ خود انصاف فرمالیں گے ۔ اب
میں پہلے اصل ایشاباش اور بعد اُس کے سراکبر کی بجنس عبارت لکھکر
دونوں کے درمیان الکھ پرکاشش کو اس مراد سے لکھتا ہوں کہ پوتا
اپنے باپ اور دادا کے درمیان بیٹھا ہوا جلد پہچانا جاسکتا ہے کہ یہ اپنے
بزرگوں کی نسل سے ہے یا کسی غیر کی۔ چونکہ اس رسالہ کا نام دھرم کسوٹی
ہے لہذا اصل اور نقل کی حقیقت کو ظاہر کرے گا اور جس جگہ لفظ کسوٹی
لکھا ہو اُس کے نیچے کی عبارت راقم کی راے ہوگی نہ کہ بید یا سراکبر
اور الکھ پرکاشش کا ترجمہ جیسا کہ اُن کے مولفوں نے اپنی راے کو بید
کا ترجمہ ظاہر کیا ہے ۔

واضح رہے کہ اگرچہ سراکبر اور الکھ پرکاشش میں بموجب اصل ایشاباش
اوپنکھد کے منتروں پر نمبر شمار کے ہندسے نہیں لکھے مگر جہاں تک ہو سکا
میں نے اصل اور نقل کی عبارت کو ملاکر مطابق اصل کے ہندسے لگا دئے ہیں۔
الکھ پرکاشش کے مولف نے چاہے ایک ہی منتر کے اندر کسی سبب سے چار یا پانچ
ہندسے لگا چھوڑے ہیں لیکن اصلی نمبر شمار اُسکو سمجھنا چاہیے کہ جو مینے اُسکی
عبارت کے اخیر پر لگایا ہے۔ دونوں مولفوں نے جو بید کے اصلی مطلب اور عبارت
کو چھپا کے اپنے دلی افکار اور خیالات سراکبر اور الکھ پرکاشش میں کم و
بیش کر کے لکھ مارے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وے لوگ دنیا کو اصلی بید
سے منحرف بنا کے اپنی کتابوں کے مضامین کو بید جتلانا چاہتے ہونگے۔ اگر ایسا
نہوتا تو بید کی اصلی عبارت کو ترجمہ کر کے اپنے خیالات کو علیحدہ خط کھینچکے
ارقام کرتے جیسا کہ الکھدھاری دیگر ترجموں میں اپنی راے کو علیحدہ دکھلاتے

کے واسطے لفظ مولف لکھ دیتا رہا کیا کوئی منصف شخص کہہ سکتا ہے کہ جس ترجمہ میں اصل کی ایک سطر اور نقل کی ایک سو سطر یا اصل کی ایک سو اور نقل کی صرف ایک بلکہ کسی جگہ ایک بھی ندارد وہ ترجمہ ٹھیک ٹھیک لایق اعتبار ہے بھلا سب لوگ انصاف فرماوینگے کہ سر اکبر کیا گیت گاتا اور الکھدہاری کاش کیا باتیں بناتا اور اصل بید لوگوں کو کیا امرت پلاتا ہے بھائیو اسی طرح دنیا میں اور بھی بہتیرے ترجمے ایسے ہیں کہ جنھیں غیر مذہبوں نے ہمارے بید اور شاستروں پر دنیا کو بدگمان کرنے کے واسطے کچھ کے کچھ معنے کر چھوڑے ہیں اور نادان اور ناواقف لوگ اُنکو درست اور راست مانکے بیدوں اور شاستروں پر طرح طرح کے الزام لگانے لگ جاتے ہیں ۔ پرمیشر اُن کی بہکاوٹ سے سبکو محفوظ رکھے ۔

الکھدھاری صاحب کو واضح ہو کہ رموز شناس لوگ آپ کے دلی ارادہ کو خوب جانتے ہیں کہ اپنے خیالات کو تو بید کے منتروں میں چھپا کر اسواسطے درج کر دیا کہ کسی زمانہ میں لوگ اُن کو بھی بمنزلہ بید تصور کریں اور جُدا جُدا فقروں پر نمبر شمار اس واسطے لگائے کہ وسے بمنزلہ آیات و احادیث کے نمبروں کے شمار ہوں ۔ اس بات کی تصدیق آپ کے اُن صاف اور صریح تحریرات سے ہوتی ہے کہ جہاں آپ نے کہیں علانیہ اور کہیں خفیہ اپنی نسبت یہ دعوے کیا ہے کہ میں اوتار یا رسول ہوں ہاں اس میں شک نہیں کہ جو لوگ میرے اس ترجمہ کی کسوٹی کا ایک دفعہ دیکھیں گے وسے بلاشبہ و بلا تامل آپکو کلجگی اوتار اور تیرھویں صدی کا رسول مان لینگے کیونکہ اُن سے بھی ایسی ہی کارروائی کی امید ہے کہ جو آپ کر رہے ہیں ۔ اور بقول آپ کے یہ بھی سچ ہے کہ ۔ ہر کہ شک آرد کافر

کردد - ترا ہام - ترا ہ مام - ترا ہ مام - نعوذ باللہ من الاخ *

فقیر مسافر سردھارام

پھلوری

بید

ॐ ईशावास्यमिदंस
र्वंयत्किंचजगत्यां
जगत्। तेनत्यक्तेन
भुंजीथाः मागृधः
कस्यस्विद्धनम्॥१॥

لفظی معنے

ایش آباسیہ ہے یہ سب کچھ جو جگت
میں پرپنچ ہے اُسکے چھوڑے
ہوے کے ساتھ پالن کر کسی
کے دہن کو مت چاہ۔ ۱

مطلب

ایش کے معنے ہیں مالک اور آباسیہ
کے معنے ہیں مقام۔ ان دونوں کو

الکھ پرکاش

(۱) ایش کے معنے ہیں سب کا صاحب اور سب سے عظیم۔ باش کے معنے مقیم اور پوشیدہ۔ پس دونوں کے ملانے سے حاصل ہوتا ہے کہ
تمام عالم اپنے صاحب میں چھپا ہے اور صاحب عالم کا ظاہر ہے اور جو صورت اور نام عیاں ہے صاحب عالم سے برآمد ہوا ہے اور
اُسیں محو ہوگا (۲) جو عالم نمودار ہے اُسکی اصل آتما ہے اور وہ ست ہے اور قایم بالذات ہے اور جو نام اور صورت عالم کی ہے
وہ اودیا یعنے مایا ہے اور جھوٹھ ہے (۳) صورت اور نام جھوٹے ہیں کہ لوازمات اودیا کے سے ہیں آتما نے جو کہ حق ہے اسمیں مقام کیا
اس سبب سے آتما مشتبہ ہو گیا اور نام اور صورت راست نما ہو گیا حاصل کلام یہ ہے کہ دونوں مشتبہ ہوگئے لیکن آتما فضیلت سے بطرف
رذیلت گرا اور مایا رذیلت سے بطرف فضیلت گئی (۴) صاحب علم اور عقل کو چاہیے کہ حق اور باطل میں تمیز کرے اور حیرت کو
یقین سے بدلے اور جو جھوٹھ ہے اور سچ کی صورت پر نظر آتا ہے یا آنکہ اُسکی کچھ حقیقت ہی نہیں ہے اور وجود نہیں ہوا ہے فقط
اپنے ہی تصور سے اپنا دل اُسکی رسّی سے بند ھا ہے اور اُسکے لوازمات کی خواہش کو چھوڑ دے اور دل کو اُسکی طرف جانے نہ دے
پھر حق کی طرف متوجہ کرے اور دلکو آزادی سے رکھے کہ کسی چیز سے دل بستگی نہو پھر سب لذات نیک وضعی سے حاصل کرے مگر
کسی فانی شے پر مائل نہووے (۵) لذات اور ذوق دُنیا اور محسوسات سب باطل راست نما ہیں اور قلب سب عالم کے اُسکی طرف
متوجہ ہیں خوب سمجھو کہ یہ دنیا نہ کسی کی ہوئی اور نہ ہے اور نہ ہوگی اور اسکی لذت سے کوئی سیر بھی نہیں ہوتا ہے اور اسکی
عادت اور رسم یہ ہے کہ اس سے کوئی خوش نہیں رہتا اور (۶) در یہ سبب ہے کہ جسکو کچھ دنیا کی لذت ملتی ہے وہ زیادہ حریص
ہوتا ہے اور حرص سے غم ہوتا ہے اور غم سے تکلیف پاتا ہے اور جسکو اسکی لذت کم حاصل ہوتی ہے وہ حسرت سے
مرتا ہے اور بیقراری میں تڑپتا ہے دُنیا کی عادت جبلی ہے کہ پلک کے ہلاتے ایک کی بغل سے نکلتی اور دوسرے کی بغل کو

سر اکبر

ایش یعنے صاحب همه است و باش یعنے
پوشید و یعنے عالم در صاحب عیان و پوشیده
هست آن صاحب عالم ظاهرست و عالم درو
نهان هرچه نام و صورت دارد و از صاحب
عالم برآمده در صاحب عالم می نماید و در صاحب عالم ..
نمود اصل عالم آتما است راست و حق است و
نام و صورت عالم که اودیا است دروغ و باطل است
و از آن نمود که آتما راست و حق ست ..
این هم راست و حق ..یده نام و صورت
عالم دروغ راست نماست و در حقیقت وجود ..
خود ندارد ..نمایش دروغ راست نما با که از خود
تصور کرده ..ن البته تعلق و خواهش
آنرا گذاشته و بے تعلقی خاطر و دل نه
بستن .. ..رها ..

ملا کر یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ
جو کچھ دنیا میں موجود ہے ایشا
باسیہ ہے یعنی ایشور اس کا مقام
ہے اُس کے چھوڑتے ہوئے
کے ساتھ پالن کر یہ شاستری
محاورہ ہے اور مراد اسکی
یہ ہے کہ اُس کے دئے ہوئے
مال سے آتما کی پرورش کر
کسی دوسرے کی دولت کی
خواہش نہ کر یعنے وہی سب
کچھ دیتا ہے۔

۱ پس انسان کو کیا کرنا چاہیے
یہ بات منتر مرقومہ ذیل سے
ثابت ہے *

اگر ماتی ہے جسکی بغل میں جا بیٹھتی ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ مجھسے ہر جگہ رفاقت کریگی اور میرے ہمراہ
ستی ہوگی مگر یہ گھڑی پل میں اُسکو زہر کھلا یا پھانسی لگا تیسرے سے آنکھ لڑاتی ہے اور اسکا شعار بیوفائی
ہے اور وہ عورت یہی ہے کہ جسکا اعتبار کرنا نچاہیے جو کوئی اُسکو ہزار تردد سے پاوے تو بھی ناقص اور
ناتمام ہاتھ میں آوے اور ہنوز اسکے ناز اور غمزہ سے سیر نہووے کہ مثل سیماب اور کافور کے اڑجاوے جو اُسکو حسین
سمجھے اور اس سے دلکو لگاوے اُسکو ٹھیک یا نہ ملیکے جدا ہو جاوے چاہنے والے کو ہر حال غم اور حسد اور حسرت
اور رشک اور تردد رہے آرام اور اطمینان ہرگز نصیب نہووے (۶) دانشمند کو چاہیے کہ اسکی حقیقت کو دلایل
سے ثابت کرے اور جب اسکی ناپائداری تحقیق ہو جاوے اور ہر طرح ثابت ہو کہ یہ بجز نام اور صورت کے
بے اصل ہے اسکو چھوڑ دیوے جسکو اسکی حقیقت ظاہر ہوگی اُسکو یہ بھی واضح ہوگا کہ جو کچھ ہے
آتما ہی ہے اور سوائے آتما کے کوئی جاوداں نہیں ہے اور نہ موجود ہے [۱]

کسوٹی لکھا تو بہت کچھ مگر حقیقت میں کچھ نہ لکھا۔ سراکبر میں تو یہ عبارت موجود نہیں کہ جو الکھہ پرکاش کا مترجم
لکھتا ہے پس جو بات نہ اصل میں ہے اور نہ نقل میں معتقدان بید اُسکو کب معتبر سمجھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مولف
صاحب نے کیسقدر کتاب اخلاق ناصری کو شاید دیکھا ہوگا کہ جسمیں سے الفاظ فضیلت و رذیلت وغیرہ
اُڑا لئے۔ ۱۰ یہ تو وہی ہوئی کہ کسی نے ایک حافظ کو کہا۔ بسم اللہ کے معنے سُنائیے وہ زلیخا کی بیت
پڑھنے لگ گیا۔ جو کچھ الکھدھاری صاحب نے کہا نہ اصل میں ہے اور نہ نقل میں قربان ایسے ترجمہ کے

کہ میخواہی کہن دورول متعلق و
آرزوے اینہا نداشتہ باش و بنیاد وجود
از کیست و از کہ شدہ است و اندیشہ
کہ از پیش کہ پیش آمدہ میرود و از
یکے بدیگرے میرسد تا تو صاحب
این نظر و این خیال شدہ کہ بدانی
کہ این نام و صورت در آتما ست و
جز آتما ہیچ موجود نیست [۱]

کسوٹی

اصل منتر میں تو یہ الفاظ اور معنے کسی جگہ
نہیں پائے جاتے ناظرین انصاف فرماویں
کہ مترجم سراکبر نے اتنی طول و طویل عبارت
کہاں سے لکھ ماری۔ بھلا بتلاؤ تو وہ بید
کا ترجمہ کرتا ہے یا تشریح دو دلی

بید

कुर्वन्नेवेह कर्माणि जिजीविषेच्छतꣳ समाः। एवं त्वयि नान्यथेतोऽस्ति न कर्म लिप्यते नरे॥२॥

نقلی

یہاں کرموں کو کرتا ہوا جینے کی اچھا کرے سو برس۔ مجھ اس پر کارے نہیں اس سے بنا کرم ہے نہ لگتا ہے ۲

مطلب

انسان کی عمر صد سالہ ہے سو لازم ہے کہ ساری عمر کو کرموں کے کرنے میں بسر کرے اسکے سوا بچنا نہیں نہ کوئی کرم ہے اور نہ لگتا ہے یعنے جبتک جیے کرم کو کرے اور کسی شئے کو ضرور نہیں سمجھ ۲ جو کرم نہیں کرتا ہو کوشش ہے اور گمراہ لوگ کو جاتا ہے یہ بات نیچے منتر سے ثابت ہے

الکھ پرکاش

انسان کی عمر طبعی سو برس کی ہے اگر عمر طبعی بھی نصیب ہو دنیا کی لذات کی طرف میل نکرے اور نیک اعمال کو نچھوڑے اور خلق خدا سے نیک سلوک کرے اور حواس ظاہری اور باطنی اور قوائے اعمالی کو حکمت نظری اور عملی کی طرف لگائے رہے اور تن اور من اور دھن اور زن و زمین اور زر سے آتما کی دھارنا کرے اور جگ اور تپ اور دان اور پن جو کچھ کرے آتما کے واسطے کرے کہ آتما کے پرشن ہونے سے سب دیوتا قابو میں ہو جاتے ہیں اور کسی نیک اعمالی کا نتیجہ اس عالم میں جسکے آنے کا گمان ہے خواہش نکرے یہی گیان ہے اور یہی دھیان اور یہی سچ بچار ہے اسی سے وید مکت اور بدیہ مکت ہوتی ہے اور یہی سب سے عمدہ راہ ہے۔ (۸) جو کوئی نیک اعمالی بغیر طمع عوض کے کریگا اُسکو کبھی نقصان نہ ہوگا اور جب ہوگا نفع ملے گا کیونکہ نقصان اُسوقت معلوم ہوتا ہے جب نفع کی امید کرے اور نہ پاوے جسکو نفع کی غرض ہی نہیں اُسکو نقصان کی آفت بھی نہیں ہے پس جو اتفاق سے یا خدا کی مرضی سے اُسکو نتیجہ ملے وہ نفع میں محسوب ہوگا اور اسی سمجھ سے مکتی حاصل ہوتی ہے اور اسی سمجھ والے کو بد فعلی سے جو سہواً اور خطاءً ہو جاوے ضرر بھی نہیں ہوتا ہے کیونکہ ضرر وہ ہے کہ جس سے غم اور افسوس ہولیسے گیانی کو خوشی اور اندوہ کچھ نہیں ہوتا ہے اور تحسین اور نفرین کچھ کم اور بیش نہیں کرتی ہے پس جو پیش آویگا مثل عمر گذران کے گذر جا دے گا اور اسکی حالت میں تغیر نہ ہوگا ۲

کسوٹی۔ قربان ایسے ترجمہ کے جو اپنی اصل سے برخلاف ہے ناظرین انصاف فرماویں کہ یہ کس راگ کی دُھر ہے کہ جو الکھ دھاری گا رہا ہے۔ بھلا بتاؤ یہ ترجمہ ہے یا تجویز

سر اکبر

اگر تا صد سال زندہ باشی اعمال نیک را مگذار نتیجہ آں مخواہ یعنی سلوک و عمل بے طلب نتیجہ ہمیشہ میکردہ باش کہ رستگاری سالک ازیں راہ است راہ دیگر برائے او نیست و چوں اعمال نیک بے نتیجہ منظور نداشتہ باشی بایں سبب عمل بد ہم نتیجہ ضرر نخواہند بار آید و رستگار خواہی شد ۲

کسوٹی

اگرچہ اسکا نام ترجمہ نہیں ہو سکتا لیکن بید منتر کا مطلب کچھ کچھ ضرور مطابق پڑتا ہے بشرطیکہ شہزادہ دارا اعمال کے نتیجہ کا ذکر درمیان میں نہ لاتا کہ جس کا اصل میں اشارہ تک نہیں آیا

असुर्या नाम ते लो
काः अन्धेन तमसावृताः
तांस्ते प्रेत्याभिगच्छन्ति
ये के चात्महनो जनाः
३॥

لفظی معنے

جو لوگ آتم گھاتی ہیں مرکے اُن استھانوں کو
جاتے ہیں جو اسور کہے ہیں اور اگیان اندھیرے
سے گھیرے ہوئے ہیں ۳ +

مطلب

آتما کُلمت کرنیوالے یعنے خودکش لوگ بعد مرگ کے
لوگوں کو جاتے ہیں یعنے اُس لوگ کو کہ جو اسور نام
ہے اور اگیان اندھیرے سے گھیرا ہوا ہے ۳
وہ آتم گھاتک ہے کہ جسکا کلمات اوپر بیان ہوا
یہ بات منتر مرقومہ ذیل سے ثابت ہے

جو کوئی ریاضت اور عبادت اور دان اور پُن اور تیرتھ اور برت اور تعظیم اور تواضع اور تعلیم اور سخاوت اور
شجاعت اور جگ اور اوپاشنا اور کریا اور کرم بامید کسی نتیجہ کے کرتا ہے یا انعام دیتا ہے اور عوض اس جہان یا
اُس جہان میں چاہتا ہے وہ اُسر لوگ کو جاتا ہے اور ظلمت کی رسّی سے لٹکایا جاتا ہے اور اپنا آرام اور مال مفت کھوتا ہے
گویا مجرم جرم قتل نفس خود ہوتا ہے اور مستحقوں کا حق غیر مستحقوں کو دیتا ہے اور نیک افعالی کا وقت بد افعالی میں صرف
کرتا ہے یہ گناہ اُسی پر عاید ہو سکتا ہے اور وجہ ظاہر ہے کہ حیات واسطے ادراک معقولات کے ہوئی ہے
اور ادیکدیگر کے جس نے آتما کو نہیں پہچانا اور شکر نعمت آلہی کا نہیں کیا اور خدمت دنیا کے لوگوں کی
نہیں کی اور جھوٹے بیم ورجا میں جہل و نادانی سے رہا اُسنے اوروں پر ظلم کیا اور اپنے اوپر انظلام۔ اگرچہ
ہشیار نادانوں کو سیر باغ نتایج کے دکھلاتے ہیں مگر ثبوت کچھ نہیں رکھتے۔ ۹ - ۳ -

کسوٹی۔ ریاضت سے لیکر کرم تک جو ۱۵۔ الفاظ کنہیالال صاحب نے لکھے شاید اپنا حافظہ دکھلایا
کہ اس قسم کے بہت سے الفاظ ہمکو یاد ہیں ورنہ اصل میں انکا ذکر نہیں لکھا صرف لفظ کرم لکھا ہے
کہ بید میں جس کا اشارہ محض اگن ہوتر کرم کی طرف ہے پھر ان کے نتایج کی امید کا جو بیان آیا وہ بھی
اصل منتر کا مطلب نہیں انعام کا دینا عوض کا چاہنا آرام و مال مفت کھونا مستحقوں کا حق غیر مستحقوں
کو دینا ان باتوں کا ذکر اصل و نقل میں کہیں نہیں۔ شاید الکھ دھاری صاحب کسی نشہ میں قلم
کو اُٹھایا کرتے ہیں ورنہ یہ زٹل کبھی نہ ہانکتے جو اصل کے مطابق نہیں۔ یوں باتیں تو سب اچھی
ہیں لیکن کسوٹی یہ دکھلاتی ہے کہ یہ ترجمہ زر خالص نہیں +

ہر کہ این معنے را نفہمید و اعمال ابرای
نتایج بکند او در عالم اُسران کہ عالم
شیاطین است و تاریکی آں عالم را
فرو گرفتہ است و ہیچ چیز در وے نماید
میرود و آنہا خون خود را بدست خود
ریختہ اند باوجود عقلے کہ باد آتما را
میتواں شناخت نشناختہ اند و
غفلت کردہ اند + ۳

کسوٹی

یہاں جو اعمال کے نتایج کا ذکر کیا
اُسکا اصل بید میں تو نام تک نہیں
دارا شکوہ کو یہ کلمات کہاں سے ملے اور
اصل منتر میں جو خودکشی کا ذکر ہے اُسکا
مطلب کچھ اور ہی سمجھ لیا قربان ایسی
تاویل کے جو اصل سے مطابق نہو +

سراکبر	الکھ پرکاش	بید

بید

अनेजदेकं मनसोज
वीयोनैनद्देवाआप्नुवन
पूर्वमर्षत्। तद्धावतो
ऽन्यानत्येति तिष्ठत्तस्मि
न्नपो मातरिश्वा दधाति।
४॥

لفظی معنے

استھر ہے ایک ہی من سے بیگ والا ہے اُسکو دیوتا
نہ پہنچے۔ سوئم پرکاش ہے وہ اور دوسرے دوڑتے
ہوؤں کے آگے نکلا ٹھہرتا ہے اُسمیں پون
پانی کو اُٹھاتی ہے ✤ ۴

مطلب

وہ بے حرکت اور لاثانی ہے دل کے خیالات
سے تیز رو ہے اُسکی ماہیت کو دیوتاؤں نے نہ
پایا اور کیا شے ہے اپنے اظہار کے واسطے
کسی غیر کا محتاج نہیں خود ہی اپنے تئیں ظاہر
کرتا ہے جو کوئی دوڑ کے جہاں جاوے وہ....

وہاں پہلے ہی موجود ہے اسکی قدرت سے پران
حرکت کرتے ہیں جیسے آگ جلتی ہے اور ہوا
چلتی ہے = یہ بات منتر سے ظاہر ہے
ثابت ہے ✤

الکھ پرکاش

آتما لاثانی ہے اور نہایت لطیف اور بے حرکت اور کل شے میں محیط ہے لیکن بغیر سوچ اور بچار آسانی سے
اُسکی حقیقت معلوم نہیں ہوتی ہے اور حواس ظاہری اور باطنی اُسکو نہیں پکڑ سکتے کیونکہ جس راہ
کو حواس ایک گھڑی میں طے کرتے ہیں وہ ایک پل میں قطع کرتی ہے ۱۰-۴ ✤
کسوٹی وہ غلطی تو یہاں بھی موجود ہے کہ جو سر اکبر میں ہوئی لیکن خیر اگر الکھ دھاری صاحب
اور منتروں کا ترجمہ بھی ایسا کر دیا کریں تو ہمکو کچھ شکایت نہیں۔ تعجب تو اُسوقت ہوتا ہے کہ جب
وہ من مانے گیت گانے لگ جاتے ہیں جیسا کہ آگے چلکر سنوگے ✤

سراکبر

و آں آتما بے حرکت است و یگانہ
است و وہم ندارد و از اندیشہ
دل ہم جلدتر است و جمیع حواس ظاہری
و باطنی باز نتوانند رسید ہر جا کہ حواس
خود را بآنجا نتوانند رسانید او پیشتر
از حواس در آنجا حاضر است و دارا
و وندہ ہا با آنکہ حرکت نمی کند پیشتر
از ہمہ بآنجا رسیدہ است ✤ ۴

کسوٹی

اگرچہ ہوا اور پانی کا ذکر چھوٹ جانے
کی وجہ سے ترجمہ تو یہ بھی غلط ہی
ہے اِلّا اور سب الفاظ جو اصل
منتر کے مطابق ہیں لہذا کسی قدر
اسکو لایق اعتبار سمجھو ✤

तदेजति तन्नैजति तद्दूरे तद्वन्तिके। तदन्तरस्य सर्वस्य तदु सर्वस्यास्य बाह्यतः॥५॥

لفظی معنے

وہ چلتا ہے وہ نہیں چلتا وہ دور ہے وہ سمیپ ہے وہ اسکے اندر ہے اور وہ اس سمپورن کے باہر ہے۔ ۵ +

مطلب

وہ چلتا ہے یعنی جسم میں جتنی حرکات ہیں اُسکی ہیں اور خود غیر جسم ہونیکی وجہ سے وہ نہیں بھی چلتا اسی سبب سے وہ دور اور سب سے نزدیک بلکہ اس تمام جسم کے اندر و باہر ہے ۵ + آتما کو ایسے جاننے میں کیا فائدہ ہے یہ اگلا منتر تحت ذیل سے ثابت ہوویگی

ہرن گربھ جو تمام اعمال کا سبب ہے اور دینے والا نتیجہ افعالوں کا ہے وہ بھی اُسی آتما سے موجود ہوا ہے اور اُسی میں اور اُسی کے قریب ہے اور کُل شئے کے اندر اور باہر محیط ہے۔ ۵ +

کسوٹی - پنجابی مثل ہے کہ اوٹ چالیس اور بوتا یعنی بچہ پینتالیس - یعنی سر اکبر والے نے تو تھوڑا سا قصور کیا تھا الکھ پرکاش کا مولف اُس سے بڑھکر رہتا ہے بے شک جب اصل منتر کا مغز سر اکبر والے نے ہی نہیں پایا تو بیچارا الکھ پرکاش والا اتنی قوت کہاں سے لاتا جو اس کا پس رو اور نقال ہے اگرچہ اس نے سر اکبر کی نقل تو اس منتر میں خوب اُتاری الا اتنا گیت اپنی طرف سے بھی ضرور لگا دیا کہ (ہرن گربھ اُسی آتما سے موجود ہوا ہے) خیر صاحب گھر میں بیٹھ کے خواہ کوئی کسی کو گالیاں دے لے کون زبان پکڑ سکتا ہے +

ہرن گربھ کہ ہمہ را عمل می کناند و نتایج عمل میرساند درہماں آتما است و بیرون ہماں ست۔ ۵ +

کسوٹی

بھلا غور تو فرمائیے کہ ہرن گربھ وغیرہ الفاظ اصل منتر میں کہاں آئے تھے جو شہزادہ صاحب نے لکھ مارے اور مصنف لوگ انصاف کریں کہ اصل منتر کا یہی مطلب ہے کہ جو مترجم نے لکھا - نہیں ہرگز نہیں صرف دو یا تین لفظ اصل کے مطابق ہیں اور سب سبحان اللہ +

بید

यस्तु सर्वाणि भूतानि
न्यात्मन्नेवानुपश्यति।
सर्वभूतेषु चात्मानं त
तो न विजुगुप्सते ॥ ६॥

لفظی معنے

جو شخص سب جیون کو آتما میں اور آتما کو سب جیون
میں بار بار دیکھتا ہے اس سے نفرت نہیں کرتا

مطلب

جس شخص نے جان لیا کہ سب جیو مجھ میں اور
میں سب میں ہوں یعنی سب آتما برابر ہیں وہ کسی
نفرت کی نگاہ سے کسی کو بُرا نہیں کہتا کیونکہ وہ
جانتا ہے کہ جو ایک کو دکھ اسے دیسا ہی رنج
پہنچتا ہے جیسے مجھے ۔ دوسرے کے رنج کو اپنی برابر
جاننے میں جو فائدہ ہے نیچے ظاہر ہوگا۔

الکھ پرکاش

اور کسی سے متنفر نہیں ہے اسی وجہ سے اُسکو نہ کسی سے محبت اور نفرت اگر دو شخص ہو دیں تو ایک
دوسرے سے محبت یا نفرت کریں جو ایک ہی ہو وہ نفرت کس سے کرے اور اُلفت کس سے کرے ۔ ۶ ۔
کسوٹی ۔ ہماری زبان خواہ مخواہ کسی کو الزام دینا نہیں چاہتی مگر جو شخص دیدہ و دانستہ قصور
کرے اُسکو دیکھکر کہاں تک خاموش رہے چنانچہ ناظرین خود انصاف فرماویں کہ الکھدھاری
کیا لکھتا ہے کیا فارسی ترجمہ یا اصلی منتر میں یہ عبارت ہے کہ جو اُسنے لکھی ۔ اگر وہ سر اکبر کی عبارت
کا لفظی ترجمہ کر دیتا تو کیا مطلب ادا ہوتا لیکن اُسکی عادت ہے کہ خواہ کچھ کا کچھ بن جاوے
مگر خود پسندی کو پسند کرنا خیر اُسکی مرضی ۔

سر اکبر

ہر کہ ہمہ عناصر و ہمہ عالم را در خود بیند و
خود را در ہمہ عناصر و در ہمہ عالم بہ بیند از ہیچ
چیز کردہ تمی نماید و از ہیچ چیز نفرت نکند
و ہیچ چیز در نظر او بد رنگ آید ۔ ۶

کسوٹی

جو حق ہو اُسکو کون باطل بتا دے واہ
واہ ہم تعریف کرتے ہیں کہ شہزادہ صاحب نے
اس منتر کا ترجمہ بہت عمدہ کیا گو لفظ بھوت کو
اُسنے عناصر قرار دیا لیکن کچھ ایسا فرق
نہیں کہ جسکو کوئی غلط کہہ سکے کیونکہ سنسکرت
زبان میں لفظ بھوت کے اصلی
معنے شدہ یعنے ہوا ہوا ہے سو
یہ لفظ ایسا حاوی ہے کہ تمام مخلوقات
پر لگ سکتا ہے ۔

यस्मिन्सर्वाणि भूतानि
आत्मैवाभूद्विजानतः।
तत्र को मोहः कः शोक
एकत्वमनुपश्यतः॥७

لفظی معنے

جس سے سب جیو۔ آتماہی ہوگئے اُس سے ایکتا دیکھنے والے کو کیا موہ کیا شوک۔ ۷

مطلب

جسوقت تمام جیوں کو اپنی برابر جان لیا یعنی سب کے رنج و راحت اپنی ہی دکھائی دینے لگ گئے اُسوقت اُسکو کیا اُلفت اور کیا فکر ہے آتما کی تعریف تو اوپر بیان ہوچکی اب پرماتما کی تعریف منتر ذیل سے ثابت ہوتی ہے +

چونکہ یہ ایک ہی ہے اس میں اُلفت اور نفرت کو مداخلت نہیں ہے۔ ۷ +

کسوٹی۔ واہ کہیں تو ایک سطر کی جگہ دس سطر لکھتے ہوئے بھی بس نہیں کرتے اور کہیں بہت سی عبارت کو چند الفاظ میں ختم کر دینا مناسب سمجھتے ہو کہ جس سے مطلب اصل کے خلاف ہو جاوے چنانچہ دیکھو اسی منتر کو کہ اصل بید میں کیا لکھا اور آپ کے اختصار نے ناظرین کو وہی مطلب کیسی طرح سے سمجھایا کہ جس کی ترتیب اور ترکیب بالکل تبدیل ہوگئی۔ صاحب اصل بید کی عبارت اور مطلب تو یہ ہے کہ جسوقت تمام جیو آتما ہی ہو گئے اُس وقت وحدت شناس شخص کو کیا اُلفت اور کیا نفرت۔ بھلا انصاف تو فرمایئے کہ آپ کے ترجمہ سے کیا یہ معنے اسی ترکیب سے مترشح ہو سکتے ہیں +

چہ عبارت وگیانی کہ ہمہ خود شدہ است دا درا دو یم نماندہ است باکہ محبت کند وازکہ نفرت نماید۔ ۷ +

کسوٹی

مطلب تو اگرچہ اصل کے کچھ مطابق ہے لیکن ترجمہ کا جو حق ہے پورا نہیں ہوا اور نہ وہ بات ہی قایم رہی کہ جیسے بے کم وکاست ترجمہ کیا ہے +

بید	الکھ پرکاش	سرّ اکبر

بید

सपर्यगाच्छुक्रमकायम
व्रणमस्नाविरंशुद्धमपाप
विद्धम्। कविर्मनीषीप
रिभूर्याथा तथ्यतोऽर्थान्
व्यदधाच्छाश्वतीभ्यःसमा
भ्यः॥८॥

لفظی معنے

وہ سرب گت ہے جوتی روپ ہے کایا سے رہت ہے اکشت
ناڑیوں سے رہت ہے شدھ نشپاپ ہے سرگیہ ہے من کا
پریرک ہے اور سوئم پرکاش ہے سناتن
پرجاؤں کے لئے جتھا جوگ پدارتھ دیتا ہے۔ ۸

مطلب

وہ بیبھو و محیط و متواتر ہے وہ غیر جسم و بے
زخم و بے رگ ہے وہ صاف ہے پاک ہے ہمہ
دان و دلکو تحریک دینے والا ہے اور بذات خود
ظاہر ہے قدیمی مخلوقات کے تئیں بطور مناسب
اشیائے مطلوبہ پہنچاتا ہے ۔ ۸ ۔ ۱۰ اسکی پرستش
محض گیان اور محض کرم سے نہیں یہ بات سمجھنا چاہئے

الکھ پرکاش

جو کوئی آتما کا گیانی ہووے وہ کل عالم میں اپنے تئیں محیط سمجھے اور برہما اور بشن اور مہیش اور عذاب و ثواب
اور بہشت اور دوزخ سب کو ہی اپنا جسم تصور کرے ۔ در ظاہر ہے کہ جو آتما ہوگیا وہ منزہ اور بے زوال
ہوگیا اور صفات ایجاد اور ابقا اور فنا سے پاک ہوگیا اور اعمال کی قیود سے آزاد ہوگیا اور ہمہ دان ہوا اور
بزرگوں کا بزرگ ہوا اور بلندوں سے بلند ہوا اور بہشت ہوگیا۔ عالم کے مردم جہل اور نادانی سے
واہیات خیالات کی رسّی سے بندھے ہیں جب آتما کو پہچانے وہ رسّی آپ سے آپ ٹوٹ جاوے ۔۱۱۔۸

کسوٹی ۔ الکھ دھاری صاحب لکھتے ہیں کہ "جو کوئی آتما کا گیانی ہوگیا وہ کل عالم میں اپنے تئیں
محیط سمجھے وغیرہ" اب ناظرین غور فرماویں کہ یہ عبارت اصل بید کے کس فقرہ کا ترجمہ ہے ۔ اور پھر
جو برہما بشن اور مہیش اور عذاب و ثواب اور بہشت و دوزخ کا درمیان میں ذکر لائے وہ سرّ اکبر
کی کس سطر کا ترجمہ یا مطلب ہے ۔ پھر عالم کے مردموں کا جہل اور نادانی سے واہیات خیالات
کی رسّی سے بندھنا اور پھر اُس رسّی کا ٹوٹ جانا یہ عبارت کس سطر یا مطلب کا ترجمہ ہے کیا بید کا یا سرّ اکبر
کا بیان یہی تھا کہ جو مولف الکھ پرکاش نے لکھا؟ اگر کوئی یہ کہیگا کہ خواہ اصل یا نقل سے یہ عبارت
نہیں ملتی لیکن حقیقت میں راست اور درست ہے تو ہم کہینگے پھر مولف صاحب نے کتاب
الکھ پرکاش کا نام بیدوں کا ترجمہ کیوں رکھا ۔ اور یہ جھوٹھ کیوں بولا تھا کہ اس کتاب
میں اپنے افکار کو داخل نہیں کیا +

سرّ اکبر

و آں عاقل گیانی کہ آتما شدہ او محیط
است و او منزہ است و او بے نقصان است
و او بے رنگ است و او پاک از صفت
ایجاد و ابقا و افنا است و او بے گناہ است
و او بے مثل است و مبرّا از اعمال نیک
و بد و او ہمہ دان است و ہمہ بین و
بزرگ بزرگان است و او بالائے
بالا است و او بہشتی وجود بہشت
است ہمہ عالم ہا را باقسام پیدائش ہا
پیدا کردہ است +

کسوٹی

واہ یہ تو اصلی معنے کو تبدیل کرکے کچھ
اور ہی لکھ مارا صاحب یہ گیانی آدمی
کی تعریف کا منتر نہیں صرف پرماتما
کی تعریف میں یہ منتر ہے +

ਅੰਧੰ ਤਮ: ਪ੍ਰਵਿਸ਼ੰਤਿ ਯੇ ਵਿ
ਦਯਾਮੁਪਾਸਤੇ। ਤਤੋ ਭੂਯ ਇ
ਵਤੇ ਤਮੋ ਯ ਉ ਵਿਦਯਾਯਾਂ ਰਤਾ:
॥ ۹ ॥

لفظی معنے

جو اودیا کی اپاسنا کرتے ہیں وے اندھیرے
میں پڑتے ہیں اس سے بھی بڑے اندھیرے میں
وے جو صرف ودیا میں لگے ہوے ہیں ⁂

مطلب

اودیا کے معنے ہے کرم اور ودیا کے معنے گیان ہے
سو جو شخص ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک میں
پھنسا رہے وہ اچھا نہیں بلکہ اندھیرے یعنے غلطی میں
پڑتا ہے مراد اسکی یہ ہے کہ صرف کرم ہی کا کرنا
یا محض پرمیشر کا جان چھوڑ دینا کافی نہیں ⁂
یہ دونوں کام ایک ہیں کچھ علحدگی نہیں رکھتے
اس بات کو پیچھے کا منتر بیان کرتا ہے ⁂

جو احمق جگ اور پُن اور دان کے نتائج کی امید رکھتے ہیں وہ اگیان یعنے مایا کے پھند میں پھنسے ہیں اور
تاریکی میں بھٹکتے اور ٹھوکر کھاتے پھرتے ہیں اور دُنیا اور عقبیٰ کو کھوتے ہیں۔ ۱۲۔ جو عمل نیک
نکرے اور بات عارفوں کی مانند بناوے اور دلکو پاک نکرے اور صورت پارساؤں کی بناوے وہ نقال
اور نابکار ہے اور اُس سے زیادہ کوئی احمق نہیں ہے کیونکہ اُس سے وے بھی فضیلت رکھتے ہیں جو اگلے
جنم میں بدلا ملنے کو بھروسا کرتے ہیں۔ ۱۳۔ دان اور پُن وہ ہے کہ جو کسی کی عاجزی پر رحم کرکے دیوے
جسکا اگلے جنم میں یا بیکنٹھ میں بدلا پانا بھروسا ہے وہ بیوپار ہے۔ دام پر صیاد دانہ بچھاتے ہیں پرند اسکو
مہمان نوازی سمجھکر کھانا صواب سمجھتے ہیں آخر اپنی گرفتاری کے بعد تڑپتے ہیں۔ ۱۴۔

کسوٹی۔ جن لوگوں کو نادانی سے یہ ناز ہو رہا ہے کہ ہمنے بید کے مطلب کو سمجھ لیا ہے اور اگر الکھدھاری
بیدوں کا ترجمہ نکرتا تو ہم لوگ بیدوں کا حال کیسے جانتے اب اُنکو بہت نادم ہونا چاہیے کیونکہ اگر وہ
الکھدھاری کی تحریر و تقریر کو اصل بید سے ملاینگے تو بالکل خلاف پاینگے جیسا کہ اوپر کے منتر سے ظاہر
ہے اُنھوں نے لکھا ہے کہ "جو عمل نیک نکرے اور بات عارفوں کی مانند بناوے اور دلکو پاک نکرے اور صورت
پارساؤں کی بناوے وہ نقال اور نابکار اور احمق ہے"۔ بھلا میں پوچھتا ہوں کہ جو نہ بید کا مطلب
سمجھتا ہو اور نہ اُسکی زبان سے واقف ہو اور اصل کے خلاف کچھ کچھ لکھکر اس عزت کی آرزو رکھے
کہ لوگ مجھے بیدوں اور شاستروں کا مترجم یا عارف اور نیک بخت اور پارسا سمجھیں اُسکو نقال اور
نابکار اور احمق وغیرہ الفاظ میں سے کس لفظ کا مخاطب کرنا چاہیے ؟

وکسانیکہ نظر بر نتیجہ اعمال داشتہ مشغول
مایا اند آنہا در تاریکی عظیم در مے آیند و آنہا
کہ عمل نکردہ اند و دل آنہا از سلوک
صاف نہ شدہ است نافہمیدہ تقلید
سخنان توحید و گیان میگویند این جماعہ
انسان جماعہ کہ بسبب نظر داشتن
بر نتیجہ بتاریکی عظیم در مے آیند بدتر اند و
در تاریکی عظیم تر در مے آیند ⁂

کسوٹی ⁂

یہ عبارت بید سے بالکل برخلاف ہے
کیونکہ وہاں اعمال کے نتیجہ کا ذکر کسی
جگہ نہیں آیا اور نہ یہ فقرہ اصل سے
ملتا ہے کہ "جو تقلید میں پڑ کر بن سمجھے
گیان کی باتیں کرتے ہیں وغیرہ"
ناظرین انصاف فرماویں ⁂

بید	الکھ پرکاش	سر اکبر
अन्यदेवाहुर्विद्ययाऽन्यदाहुरविद्यया। इतिशुश्रुमधीराणांयेनस्तद्विचचक्षिरे ॥ १०॥ **لفظی معنے** اور ہی کہتے ہیں اودیا سے اور ہی کہتے ہیں ودیا سے اُن ہی مہاتماؤں کا سنا جنھوں نے ہمیں وے بتائیں ۱۰ ✤ **مطلب** جن مہاتماؤں نے ہمیں ودیا اور اودیا یعنی گیان وکرم بتائے اُن ہی کا ہے یہ کہنا ہے کہ ودیا کا پھل اور ہے اور اودیا کا اور ہے ایک سے دونوں کا پھل حاصل نہیں ہوتا ۱۰۔ مناسب ہے انسان دونوں کو استعمال میں لاوے یہ بات نتیجے کے منتر سے ظاہر ہوتی ہے	جو کہتے ہیں کہ کرم کانڈ اور اُپاسنا اور جوگ کا طریقہ جدا ہے اور نتیجہ بھی اُسکا اور ہے اور گیان علیحدہ ہے اور اُسکا نتیجہ بھی جدا ہے وے حروف شناس ہیں معنے فہم نہیں ۱۰ ✤ کسوٹی۔ سر اکبر کے مولف کو اقبال ہے کہ اعمال نیک اور معرفت کا نتیجہ علیحدہ علیحدہ ہے اور یہ بات اصل کے بھی خلاف نہیں لیکن الکھ دھ۔ی صاحب حروف شناس اور معنی فہم کا کلمہ لکھکر اعمال اور معرفت کی علیحدگی سے انکار کرتے معلوم ہوتے ہیں جو اصل سے خلاف ہے خیر صاحب اُنکا تو یہ قاعدہ اور عادت جبلی ہے جس بات کا ساری دُنیا کو اقبال ہے اُس سے آپ کو انکار ہے اور جس سے لوگوں کو انکار اُس میں آپکو اقبال ہے۔ شاید اُنھوں نے اس کلام پر عمل کیا ہوا ہو۔ کہ سُنا پہلے سو اولیا ✤	دانہا کہ میگویند کہ نتائج اعمال نیک دیگر است و نتیجہ معرفت وگیان دیگر ایں را قبول کُن ۱۰ ✤ **کسوٹی** بیشک یہ ترجمہ اگرچہ لفظی نہیں لیکن مطلب اسکا کسی قدر اصل کے مطابق ہے ✤

विद्यांचाविद्यांचयस्तद्वेदोभयंसह। अविद्ययामृत्युंतीर्त्वाविद्ययाऽमृतमश्नुते ॥११॥

لفظی معنے

ودّیا اور اودّیا اس جوڑے کو جو کوئی اکٹھا جانتا ہے۔ اودّیا سے مرتیو کو ترکے ودّیا سے امرت کو پراپت کرتا ہے ॥۱۱॥

مطلب

گیان اور کرم کے جوڑے کو جو شخص ایک ہی وقت میں یک شخص کے قبول کرنے کے لائق سمجھکر بموجب ترکیب کرم سخت کو وجود کرکے یعنے جسمانی تکلیف پہونچا کر گیان پرتاب سے امرت یعنی روحانی آرام مکتی کو حاصل کرتا ہے ۔۱۱۔ پرنتو سوائے کسی کی اُپاسنا بھی نہیں ہے نیچے ثابت ہوگا ❊

یہاں سے لیکر نمبر ۱۴ تک کی عبارت ایسی گڈ مڈ ہے کہ اصل و نقل دونوں سے نہیں ملتی الکدھاری کے طبعی خیالات ہیں ❊

حقیقت میں گیان اُپاشنا اور کرم کانڈ کا نتیجہ ایک ہی ہے اور ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں گیان کے معنے ہیں جاننا حقیقت کا جو حقیقت کسی کرم کی نجانے اور جسکی اُپاشنا کرے اُس کی تعریف سے ناواقف رہے اُس سے نہ کرم کانڈ بدرستی ہو سکے نہ اُپاشنا۔ کرم کانڈ کے معنے ہیں نیک افعالی اگر کسی کو علم معقول ہو اور عمل بد ہوں اور روح اشیاے فانی میں رہے اور جادوانی میں تو فقط گیان سے کچھ نتیجہ نہ ہوگا اور نہ اُپاشنا اور نہ کرم سے اوپاشنا کے معنے ہیں محبت صادق کہ دوئی درمیان سے جاتی رہے جب تک یہ تو کرم کانڈ اور اُپاشنا اور گیان ناقص کامل نہیں ہے۔ پس چاہیے کہ ان تینوں کو مثل تینوں دیوتاؤں کے کہ برہما اور بشن اور مہیش ہیں اور تینوں بیدوں کے کہ جو رکھ بید اور یجر بید اور شام بید ہیں دینے والا سعادت ترلوکی کا جانے۔ ظاہرا کرم کانڈی وے ہیں جو کہ اپنے افعالوں کے عوض سُرگ کو چاہتے ہیں اور اُپاشک وے ہیں جو سرگن روپ کو تعظیم کہتے ہیں اور سُرگ لوک کی خواہش رکھتے ہیں اور جوگی تصور خاص اور لطیف کا کرتے ہیں اور درجہ بدرجہ تصور کو تبدیل کرتے ہیں اور اواگون سے بری ہوتے اور برہم سے لین ہونیکو جوگ کی ترکیب سے چاہتے ہیں اور گیانی وے لوگ ہیں جو کسی کے پابند نہیں رہتے۔ جو نفسانیت کو دور کرے اور تعصب کو چھوڑ دے وہ سمجھ سکتا ہے کہ گیان اور اُپاشنا اور جوگ و کرم کانڈ مثل اربع عناصر کے

این را قبول کن هر دو یکے ست چه از عمل بے خواهش نتیجه کنند ازاں بے گناه و پاک شده بمعرفت میرسد و عین حق می شود ❊

کسوٹی

مطلب تو کچھ کچھ اس عبارت کا بھی کوئی شخص اصلی منتر کے مطابق سمجھنے لگے گا مگر ہم اسکو ترجمہ کبھی نہیں کہینگے کیونکہ ناظرین خود انصاف فرماسکتے ہیں کہ اصل بید کی عبارت کس طرز پر ہے اور اسکی کس صورت پر ❊

بید

अन्धं तमः प्रविशन्ति ये ऽसंभूतिमुपासते । ततो भूय इव ते तमो य उ संभूत्यां रताः ॥ १२ ॥

لفظی معنے

بڑے اندھیرے میں وے پڑتے ہیں جو اسم بھوتی کی اُپاسنا کرتے ہیں اور اس سے بھی بڑے اندھیرے میں وے جو سمبھوتی میں لگے ہوے ہیں۔۱۲

مطلب

اسم بھوتی یعنے ناپید شدہ یا وغیر پیدا شدہ جان یا دیوتا اور سمبھوتی یعنے پیدا شدہ یعنے مخلوق سو جو اسم بھوتی کی پرستش کرتے ہیں وے تاریکی میں پڑتے ہیں اور جو سمبھوتی میں پھنسے ہوے ہیں وے اس سے بھی زیادہ تاریکی میں پڑتے ہیں۔۱۲۔ ان دونوں کی پرستش کے پھل میں بھی تفاوت ہے یہ بات منتر مرقومہ ذیل سے ثابت ہوگی +

الکھ پرکاش

ہیں جس سے تمام شے موجودہ اور موسوم ہے ان چاروں کے اعتدال سے سعادت ہوتی ہے اور افراط و تفریط سے شقاوت ہے۔ جو بغیر گیان کے کرم کانڈی اور اُپاسک اور جوگی ہیں وے دن اور رات کایا کو کشٹ دیتے ہیں اور بہشت کی امید اور دوزخ کے خوف سے لذات دنیا کو تلخ کردیتے ہیں اور جنات جنم کا حساب کیا کرتے ہیں اور نہیں ملتی۔ جو گیان کے ساتھ کرم اور جوگ اور اُپاسنا کرتے ہیں وے فانی لذات اور کل محسوسات کو اسباب اودیا جانتے ہیں اور دنیا میں زندہ رہتے ہیں جیون مکت کے درجہ میں رہتے ہیں اور جب قالب عنصری سے مفارقت کرتے ہیں بدیہہ مکت پاتے ہیں۔ دوزخ بدرا بہشت بر نیکاں را + جاناں مارا وجاں ماجاناں را ۱۰-۱۵- گیانی اس چیز کو جو نام اور نشان اور رنگ و بو رکھتا ہے فانی سمجھتا ہے اور جسکو فانی جانتا ہے اسکو پیار نہیں کرتا اور اُس بےچون وچرا کو جو جاودان ہے ہر شے میں موجود دیکھتا ہے۔ پس جس کو عوام جابجا در بدر تلاش کرتے ہیں وہ دل میں پاتا ہے اور لذت بے نہایت حاصل کرتا ہے اور جو سرگن کے پوجنے والے ہیں اور بیکنٹھ کی امید رکھتے ہیں اور دوزخ سے ڈرتے ہیں انکو نادان سمجھتا ہے اور انکے حال پر افسوس کرتا ہے کہ یہ بے نہایت تاریکی میں بھٹکتے ہیں۔ گیان کا لازمہ یہ ہے کہ نرگن اور سرگن اور ظاہر و باطن کو ایک ہی سمجھے اور مایا اور اودیا کو ایک ہی بھلیکا بتہ قرار دیوے +

(در انجمن فرق و نہاں خانہ جمع۔ واللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست) اور جو محسوسات کی لذات کو ناچیز جانے اور مستیجات کی اُلفت نکرے اور اُن کو فانی تصور کرے اسکو نہ خوف دوزخ ہے اور نہ شوق بہشت اور اُس کی جان و جسم کو آفات دوزخ مکدر

سر اکبر

دآنہا کہ بذات صرف مشغولی کنند تنزیہی اند و آنہا کہ بصفات محض مشغولی میکنند تشبیہی اند و ہر دو قوم میگویند کہ نتیجہ اعمال تنزیہان دیگر است و نتیجہ اعمال تشبیہان دیگر است ایں ہر دو قوم ہم در تاریکی عظیم افتادہ اند۔۱۲ +

کسوٹی

تاریکی میں پڑنے کا ذکر تو اس عبارت میں ضرور آیا کہ جو اصل منتر میں موجود ہے لیکن اور سب کلمات و الفاظ زائد نا مطابق ہیں اگر کوئی کہے کہ جس حالتیں نا مطابق ہیں تو پھر اس عبارت کو منتر نمبر ۱۲ کا ترجمہ سمجھکر اُسکے سامنے کیوں لکھا تو جواب یہ ہے کہ تاریکی میں پڑنے کا ذکر جو اس عبارت میں آیا یہی خیال کیا کہ شاید یہ اسی منتر کا ترجمہ ہو ورنہ اور تو کچھ نہیں ملتا

अन्यदेवाहुः संभवाद्
न्यदाहुरसंभवात् । इ
ति शुश्रुम धीराणां ये न
स्तद्विचचक्षिरे ॥ १३॥

لفظی معنے

اور ہی کہتے ہیں سم بھوتی و اور ہی کہتے ہیں
اسمبھوتی یوں ہم نے اُن ہی مہاتماؤں سے
سُنا جنھوں نے ہمکو دے بتائے ۱۳ +

مطلب

سمبھو یعنے مخلوق پرستی سے اور فائدہ ہے اسمبھو
یعنے دیوتا وغیرہ کی پرستش سے اور فائدہ ہے یہ بات
ہمنے اُن ہی بزرگوں سے سُنی ہے کہ جنھوں نے ہمکو
سمبھو و اسم بھو بتائے جو لوگ ان دونوں
کو ایک روپ جانکر پرستش کرتے ہیں وہ اچھے
ہیں یہ بات نیچے کے منتر سے ظاہر ہوتی ہے

نکریں اور لذات بہشت مسرت بھی نہ دیں کیونکہ جو ایسا گیانی ہے وہ جاودانی ہو جاتا ہے اسباب کیا اثر کرکے
متغیر کریں - ۱۴ - ایک قسم کے گیانی ہوتے ہیں جو نرگن کی دھارنا دھرتے ہیں اور باطن پرستی کرتے
ہیں - دوسری قسم کے وے ہیں جو سرگن کی اُپاشنا کرتے ہیں اور بہشت اور دوزخ کے بیم و رجا
میں رہتے ہیں یہ دونوں ظلمات میں بھٹکتے ہیں واجب یہ ہے کہ قوت ادراک سے حق الیقین حاصل
کرے اور اگیان کو فنا کرے پھر گیان کو پھر فنا کو بھی فنا کردے اور نرگن اور سرگن اور وحدت و کثرت اور
جیو اور ایشر سب کو ایک ذات سمجھے اور قال و قیل سے منزہ ہو جاوے - ۱۷ - جو نیک افعالی بامید حصول نتیجہ
کے کرتے ہیں اُن سے وے شریف ہیں جو نیک افعالی کرتے ہیں امید عوض پانے کی نہیں رکھتے
اور حکمت کی تمنا کرتے ہیں اور سب سے شریف وے ہیں جو فنا کو فنا کرتے ہیں +
بہ یُمن عشق از کونین صلح کل کردم + کہ عشق سوخت رگ و ریشہ تمنا را - ۱۸ +
کسوٹی - الکھ دھاری کا اقرار تھا کہ اس کتاب میں میں نے اپنے خیالات کو رقم کرنا مناسب نہیں
سمجھا - اب ناظرین انصاف فرماویں کہ عبارت مرقومہ بالا اُسکے اپنے خیالات ہیں یا اصل بید کے -
افسوس ہے اُنپر جو نادان یہ کہا کرتے ہیں کہ اگر الکھ دھاری ترجمہ نکرتا تو ہم لوگ بید
کے مضامین سے کیسے واقف ہوتے - اب اُنکو نادم ہونا چاہیے کہ تم نے اب تک بھی بید کو
نہیں دیکھا صرف دھوکھا کھایا اور گویا جعفر زٹلّی کی کتاب کو کلام الٰہی مان لیا توبہ کرو اور
سچے بید کو پڑھو کہ جس سے تمھاری نجات متصور ہے +

یہاں سے کیکر نمبر ۱۵ تک کی عبارت کا
کچھ پتہ نہیں لگتا کہ اصلی بید منتر
کا ترجمہ مترجم نے کہاں سے
شروع کیا اور کہاں ختم ہوا -
باید کہ تشبیہ و تنزیہی را و ذات مقید
و مطلق را یکے دانستہ دل خود را باں
مشغول پاک کردہ بمعرفت و گیان رستگار
شوند - ہر کہ عمل نیک کند و منظور نظر
بر نتیجہ عمل نداشتہ باشد و ہر کہ گیان و معرفت
داشتہ باشد نتیجہ ایں ہر سہ قوم حکمت و
رستگاری است کہ عبارت از محو شدن
در حق است - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ -

کسوٹی

ناظرین غور فرماویں کہ ان تینوں نمبروں کے
ترجمہ میں شاہزادہ داراشکوہ نے

بید

संभूतिंचविनाशंचयस्तद्वेदोभयंसह। विनाशेनमृत्युंतीर्त्वासंभूत्याऽमृतमश्नुते॥ (१४

لفظی معنے

سم بھوتی اور بناش جوان دونوں کو ساتھ جانتا ہے بناش سے مرتیو کو ترکے اسم بھوتی سے امرت کو پراپت ہوتا ہے ۔ ۱۴ ۔

مطلب

یہاں بھوتی سے مراد سم بھوتی ہے کیونکہ جو جب بید پاٹھ کی شروعات کا الف دور کرکے اسم بھوتی کو بھوتی رکھ لیا ہے اور بناش سے مراد سم بھوتی ہے کیونکہ بناش اُسی کا ہوتا ہے کہ جو پیدا شدہ ہو کہ جسکو اوپر سم بھوتی کہا تھا۔ جوان دونوں کو ایک جگہ پرستش کرتا ہے بناش سے موت کو ترکے اسم بھوتی سے مکتی کو حاصل کرتا ہے ۔ ۱۴ ۔ جو مرگ بیدیا مانگنی چاہیے جو نیچے مذکور ہوتی ہے

الکھ پرکاش

الکھدھاری کو یہ بھی شیخی تھی کہ "مطلب سمجھنے کے واسطے فقیر پر فضل الٰہی ہے" بھلا غور فرمایئے کہ اصلی بید کا یہی مطلب تھا کہ جو اُسنے گیارہ سے لیکر سولہ منتر تک لکھا اُس سلئے یہ بھی کہا تھا کہ جنہیں فارسی سے ترجمہ کیا ہے اسواسطے قلت اور کثرت الفاظ پر نگاہ نہیں رکھی" کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اُسنے فارسی کی عبارت کو سمجھ لیا تھا یا فارسی کا ترجمہ بدون قلت اور کثرت الفاظ کے درست نہیں ہوتا شہزادہ دارا شکوہ نے اپنے فارسی ترجمہ میں بید کا اصلی مضمون کچھ کم تو ضرور کر دیا لیکن بید کی آڑ میں اپنی گھوڑیاں نہیں لگائیں۔ شہزادہ مذکور کے دل میں یہ بات نہیں پائی جاتی کہ اُس نے لوگوں کے دل میں اپنے خیالات بھرنا چاہا تھا اگر یہ بات ہوتی تو مانند الکھ دھاری کے اپنی عبارت میں وہ بھی ۱۸ ہندسہ لگاتا کہ جن کے لکھنے سے الکھدھاری نے اپنی ادب لکھد کو عین ایشا باش بنانا چاہا کہ جس کے بید میں ٹھیک ۱۸ منتر لکھے ہیں۔ فارسی کے مترجم نے تو تین منتر کے ترجمہ کو بگاڑا تھا مگر الکھدھاری صاحب کی طبیعت جو ہمیشہ سب سے آگے رہنا چاہتی معلوم ہوتی ہے پورے چھ منتر کے ترجمہ کو بالکل خراب کرکے چین لیا ۔ میں نے اکثر کوتاہ اندیشوں کو یہ کہتے بھی سُنا کہ الکھدھاری صاحب نے بیدوں کے مطلب کو خوب واضح کر دیا مگر یہ بات اب اُنھیں کے انصاف پر میں چھوڑتا ہوں کہ وہ خود منصفی کریں کہ جو عبارت ہندسہ گیارہ سے لیکر سولہ تک لکھی ہے وہ کس بید منتر کا ترجمہ یا مطلب ہے ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ وہ بید کا ایک حرف بھی نہیں جانتا اور نہ اُسکو ترجمہ کرنے کا کچھ ڈھنگ یا ڈھب ہے

سرالکھ

ماسوائے پس پیش کرنے کے اختلاف مطلب کس قدر کر دیا ہے۔ کیا اصل بید کا یہی مطلب ہے کہ جو اُسنے لکھا گیا ترجمہ کرنیکی یہی شرط ہے کہ اصل کچھ ہو اور نقل کچھ۔ افسوس ہے اُنپر کہ جو آجتک سر کبری تناوت کو بید پاٹھ سمجھے رہے بیخبر نابینا آدمی جیسے کسی راستہ میں چلا جاوے وہ قصوروار نہیں گِنا جاتا قصوروار وہ ہوتا ہے کہ جو کسی کو راہ راست سے گمراہ کرکے کسی اور طرف لیجاوے جیسا کہ شہزادہ صاحب نے ان منتروں کے معنے کو تبدیل کیا ہے اور لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے زبان پر آئی بات ضرور باہر آجاتی ہے چنانچہ فیضی نے بھی جب سری مت بھاگوت کا ترجمہ کیا تو مذہبی تعصب نے اُسکی عاقبت کو درست نہیں ہونے دیا تھا کیسواسطے کہ اُسنے دشنام اسکندھ کو تو کرشن مہاراج کو جو عین پاک ذات

مندرجہ ذیل کتب

مطبع مترولاس لاہور میں قیمت نقد آنے پر
یا بذریعہ ویلو پے ایبل ملینگی +

اخلاق ناصری

مشہور و معروف کتاب فارسی کا اردو ترجمہ نہایت
صفائی اور خوبصورتی سے دوبارہ چھپکر تیار ہوا
ہے قیمت عہ/ +

دیوان ولی رام

فارسی زبان میں فقیر مزاج صاحبان کے لئے
اخلاق کی قابل دید کتاب ہے قیمت ۵/ +

ہندو دھرم کی سریشٹھا (فضیلت)

جسکو بابو بیجناتھ صاحب بوس نے لکچر انگریزی
بابت عظمت گذشتہ و حالت موجودہ آئندہ ہندوستان
سے ترجمہ کیا قیمت فی جلد ۴/ +

دھرما نوسندھان یعنی تحقیقات دھرم حقیقی

جس نسخہ میں وہ خطوط درج کئے گئے ہیں جو بطور
مباحثہ مابین دھرم مروجہ ہندو ماننے والے
اور دھرم حقیقی پر اہم دھرم کے ماننے والے
کے طبع کئے ہوئے تھے ۔ اس کتاب کے دو
حصہ ہیں قیمت ہر حصہ ۴/ +

دھرم رکھشا

مصنفہ مشہور زمان پنڈت شردھارام صاحب
پھلوری آنجہانی دوبارہ نہایت صحت اور صفائی
کے ساتھ چھاپی گئی ہے ۔ اس رسالہ میں ان
تمام اعتراضات کے جواب دئے گئے ہیں
جو مختلف سماجی اور دیگر مذہب کے لوگ
سناتن ہندو دھرم کی نسبت پیش کیا کرتے
ہیں ۔ قیمت ۸/ محصول ڈاک ا/ +

سری سوامی دیانند سرسوتی کی مہما

جسمیں زمانہ حال کے آریا دھرم کی مؤدبانہ
الفاظ میں چھان بین کی گئی ہے ۔ مصنفہ لالہ
شیونراین پرشاد قیمت ۳/ +

مثنوی ولی رام

بزبان فارسی قیمت ۲/ +

مجموعہ سوالات سترہ سالہ امتحان تحصیلداری و نایب تحصیلداری و منصفی پنجاب

امتحان قانونی میں جو مشکلات امیدواروں کو پیش آتی
ہیں ۔ وہ مخفی اور پوشیدہ نہیں انکے فائدہ کے لئے
لالہ لکھپت رائے صاحب نے بڑی محنت سے سوالات
ماہینہ ۱۷ سالہ جمع کئے ۔ قیمت فی جلد (عہ/)
محصول ا/ +

متر ولاس

پنجاب بھر کا صرف اکیلا
ہفتہ وار ہندی اخبار
جو سنہ ۱۸۷۷ع سے چھپتا ہے

ٹائپ کا عمدہ چھاپہ کم قیمت مختصر ناگری حروف کا

ہفتہ وار اخبار عمدہ عمدہ اور تازہ بتازہ مضامین و اخبار ہر دیار و امصار سے پُر ہر ہفتہ کے بُدھ کے دن مطبع متر ولاس لاہور سے شائع ہوتا ہے ❊ سالانہ قیمت مع محصول ڈاک ؏ ❊ نمونہ کا صرف ایک ہی پرچہ درخواست آنے پر مفت ارسال ہوتا ہے دوسرا نمبر بلا وصولی قیمت پیشگی کسی صاحب کے نام نہیں بھیجا جاتا ❊ فحش اشتہارات یا مضامین سے بالکل مبرا۔ اسلئے ہندو مستورات کیلئے اول درجہ کا مفید پرچہ ہے۔ علاوہ ازیں عام فہم ❊

یہ اخبار متر ولاس خاص کر سناتن دھرم کی رکھشا اور نئے پاکھنڈ متوں کے ناس کرنے کے لئے چھاپا جاتا ہے اور خاص کر سناتن دھرم منڈن اور نئے پاکھنڈ مت کھنڈن کے مضامین اسمیں شائع کیے جاتے ہیں ❊

راقم مہتمم متر ولاس
لاہور